

## ماہ نامہ رضوان کے لئے ۲۰۔ جون تا ۱۹۷۱ء تک

حسب میں شرائط پر خرید اور بنا کر بلا قیمت کتابیں حاصل کیجیئے

۶۔ خریدار بنانے والوں کی خدمت میں - ۳/- کی مالیت کی کتابیں۔

۱۲۔ خریدار بنانے والوں کی خدمت میں - ۷/- کی مالیت کی کتابیں

۲۵۔ خریدار بنانے والوں کی خدمت میں - ۱۵/- کی مالیت کی کتابیں

● کتابوں کا محصول ڈاک طلب کرنے والوں کے ذمہ ہوگا۔

● محصول حسب فیس ۵ نئے اپسے کے علاوہ فی روپیہ ۱۵ نئے اپسے کے حساب سے ہوگا

● چندے اور ڈاک ٹکڑے کی وصولی کے بعد کتابیں حسب ڈارسال کی جائیں گی، خواہ

● چندے منی آرڈر سے وصول ہوں یادی۔ پی کے ذریعہ۔

● دی۔ پی کی دلایی کا ادارہ ذمہ دار نہ ہوگا۔

● جس مالیت کی کتابوں کے اپستھن ہوں ان کے نام اپنے صاپتہ کے ہمراہ بھیجیں

● جن کتابوں سے انتخاب کیا جائے ان کے نام یہ ہیں —

|                          |        |
|--------------------------|--------|
| (۱)، سیرت سید احمد شہید۔ | - ۴/-  |
| (۲) حسن معاشرت           | - ۱/۱۰ |

|                        |       |
|------------------------|-------|
| (۳)، دو هفتے تر کی میں | - ۱/۸ |
| (۴)، باب رحمت          | - ۱/۶ |

|                                  |       |
|----------------------------------|-------|
| (۵)، رضوان خاص فرم مجلد گلیز     | - ۱/۸ |
| (۶)، پغداش علیہ، مولانا علی میاں | - ۱/۲ |

|                           |       |
|---------------------------|-------|
| (۷)، رضوان سال بھر کے لئے | - ۳/- |
| (۸)، مناجات ہافت          | - ۱/۳ |

پڑھ کر دی۔ — ماہ نامہ رضوان، ۳۔ گوئن روڈ۔ لکھنؤ

RIZWAN

Lucknow.

Regd. No. A 197

وَرِصْوَانُ مِنْ أَنْدَهَا كَيْ بَرَّ  
أُوزَانَ اللَّذِي رَهَانَدِي سَبَقْ بُرْجِيْرَ.

# رسوان

کشون

مساهم خواہیں کا دینی ترجیمان

جون

درخواستار رسوان

ماہنامہ

# رسوان

اسے اپنی نیائیت

مسلمان کے عروج ذوال کاشر  
لے لے اسی نیائیت قیمت

زادِ شرک، صلاحیات

بیام انسانیت

از  
سوہ نیک پڑھیں تو قری  
مولا ناید و مجن علی ہوی  
لے لے  
قبو

لی باہمیت اپنی کی قصص الافنا  
مناجات کا بیرون  
نیک پڑھیں



خدمات کتب: منت طار فلمی

# مرکتبہ اسلام کوئں وڈلکھنے

مفت نایٹل دبلي آرٹ پریس کٹرہ بڑیاں دبلي سیس چھپیا

نمبر

جلد  
پیغمبر مسلمان خواتین کا دینی ترجمان

۵

# رضوان

جوک ۱۹۶۱ء ذی الحجه

ہنوء مدیر معاون

محمد شافعی حسنی ترتیب مضمون

|    |                          |                               |      |
|----|--------------------------|-------------------------------|------|
| ۲  | میرزا محمد منظور فتحانی  | اپنی بیوں سے:                 | (۱)  |
| ۷  | مولانا محمد ناظور فتحانی | قرآن کا پیام                  | (۲)  |
| ۹  | محمد شافعی حسنی          | ارشادات رسول                  | (۳)  |
| ۱۱ | جعیب احمد حامی           | اشرک کا دل سے نام تو لے (نظم) | (۴)  |
| ۱۲ | بیگم اصغر حسین           | سلطان عورت کا اصل بھیز        | (۵)  |
| ۱۳ | سیدہ امامہ               | حج                            | (۶)  |
| ۱۴ | محمد خالد مقاصی          | مفری تہذیب ایک شہر اجال       | (۷)  |
| ۲۲ | فضل اللہ آبادی           | نام نہاد سلطان معلمہ سے (نظم) | (۸)  |
| ۲۳ | ولیہ نکست                | آخری لمحہ                     | (۹)  |
| ۲۹ | اعیاز خاطرہ              | قریبانی                       | (۱۰) |
| ۳۲ | محمد تقی فاروقی          | صریبانی دری تعلیمی کا نفرنس   | (۱۱) |
| ۳۳ | حضرت رسموائی             | جی چاہتا ہے (نظم)             | (۱۲) |
| ۳۵ | حافظ عبد السمیع          | اپنی باتیں                    | (۱۳) |
| ۳۸ | محودہ اشرف خانووال       | حناہ داری                     | (۱۴) |

## سکلانہ چند کا

ہرستان کے لئے پاکستان کے لئے قیمت فی پرچہ  
تین روپے تین روپے آٹھ آنے تیس روپے یا ۵۰

پاکستان میں ارسال کا پستہ

اوارہ نشر و اشاعت اسلامیات تصلی خیر المدارس ملتان (مفری پاکستان)

بلا مقام اشاعت

دفترہ نامہ رضوان، ۳، گون روڈ لکھنؤ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

## اپنی بیوں سے!

لَتَبَّاعَكَ اللَّٰهُمَّ لَتَبَّاعَكَ کی صدائیں سے مگر اور تم کے اطراف کی  
فضائیوں سے نہیں، ایک ملک نہیں سیکڑوں ممالک سے، قریب سے  
نہیں، دُور دُور سے مردوں، خود توں، پتوں، بوڑھوں، امیروں،  
غربیوں، تندروں، معدودوں مجبوर غرض کر ہر طرح کے ان  
خوش قسم انسانوں کا ہجوم ہے جن کے دل ایمان کی دولت سے  
عمور اور محبت خداوندی سے سرشار ہیں۔ ان مبارک انسانوں کا کیا  
کہنا، جن کو اللہ تعالیٰ نے ان کے گھر دیں سے نکال کر اپنے خاص گھر  
پہنچا دیا، اس کی زیارت کی توفیق دی، اس کو چھوٹے، اس سے پینے کا  
سنہر ا موقع دیا، اس کے طواف کی دولت نصیب کی، وہ خوش قسمت  
بڑی آرزوں سے پھوپھے، زیارت سے اپنے دلوں کو ٹھنڈا کیا۔  
مُوْرُو کر گناہوں سے معافی مانگی، عشق و محبت کے ساتھ ایک نہیں  
کئی کئی چکر کا ہے۔ ہر ٹھہڑی اچھجھ آئی، احرام باندھا اور منی کو رواد  
ہوئے۔ ایک ہی شب گزاری کھی کر تعریفات کو چل دئے، ایک یا میدان  
جس پر نہ پچھت نہ اور کوئی سایہ دار جگہ، قدم قدم پریسے لگے ہوئے

اور حجاج خدا کے حضور میں سر نگوں، لاکھوں کا مجمع، ایک میدان میں اکٹھا  
دل سب کے ایک، بس سب کا بحال لَتَبَّاعَكَ اللَّٰهُمَّ لَتَبَّاعَكَ کی صدائیں  
بنند ہو رہی ہیں، آج کوئی کسی کو سچاں نہیں سکتا۔ دن گزر، بس جبل سجست  
کو چلے، ہنکھیں اشکبار، دل سوگوار، کفن بر دش، سب کی ایک ہی تمنا،  
ایک ہی خواہش کا لشراں کے گناہوں کو معاف کر دے تو زندگی سوار  
ہو۔ رات ہوئی، بچھر لاکھوں انسانوں کے قافلے روادنہ ہوئے اور مزدلفہ  
میں ڈیرے ڈالے ہر ایک کی زبان خدا کے ذکر سے ترا اور سر حضور خداوندی  
میں بُحکما، موہا یہ رات کتنی مبارک اور مقدس ہے۔ صحیح ہوئی اور بچھر کوچ  
ہوا۔ یہ حج کا موسم ہے اور حج سراسر عشق و محبت ہے جو کسی ایک جگہ  
رہنے نہیں دیتا

ایک جارہتے نہیں عاشق بد نام کمیں  
دن کمیں، رات کمیں، صحیح کمیں، شام کمیں  
اب ارزی اچھجھ ہو گئی، سارے حجاج منی کی وادی میں جمع ہیں۔  
کنکریاں مار کر سب نے بال بنوائے، کپڑے بدالے اور جانوروں کی قربانی  
کی، ایک دیع میدان میں لاکھوں جانور، جن میں ہر طرح کے جانور ہیں  
اوٹ تکھی ہیں اور بھیر بھرے تکھی، آج کی عبادت خدا کی راہ میں جائز کا  
خون بہانا ہے، یہ اس عمل کی نقل ہے جواب سے چھہ ہزار سال پہلے  
حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل کی قربانی کا ارادہ کیا اور  
جو خواب دیکھا تھا اس کو پسخ کر دکھانے کی آخری کوشش تک کر دی

## ادارہ رضوان کے لئے ایک بڑا ساتھ

اخبارات کے ذریعہ یہ روح فرمان برآپ تک پہنچ چکی ہو گی کہ، میں یہ اسے  
مطابق ۲۱ زدی قعدہ شمسیہ ۱۳۷۸ھ بروز اتوار، ڈاکٹر حکیم نواب ناہید علی  
صاحب ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ کا انتقال ہو گیا۔ اتائیہ وانما الیہ راجعون  
اس حادثے نے تمام علمی حلقوں پر اور خصوصاً ادارہ رضوان پر رنج و غم کا  
جو سیاہ پردہ ڈالا ہے و دبیان سے باہر ہے۔ ڈاکٹر صنام صحوۃ علیہ الرحمۃ  
علم و عمل اور زہد و تقویٰ میں اسلام کی زندگی میں اسے ۱۴۸۹ھ  
میں پیدا ہوئے، اپنے والد مولانا حکیم سید عبد الحمی صاحب علیہ الرحمۃ  
جاگ اٹھیں۔ پہنچنا تو پہنچنا ہر جانے والے کی آخری خواہش یہی ہے  
کہ اگر تم نکلے تو اس پاک اور پیاری زمین میں نکلے جو رسول امین صلی اللہ  
علیہ وسلم کی فرش راہ بنی ہے۔

تمہیں جو لوگ باوجود کو شش اور بے انہما خواہش کے باک دیار کو نہیں پہنچ سکے  
ان کی حسرت بھی قابلِ رشک ہے۔ آج حسرت ہو تو کل پوری ہو گی، آج  
قصہ نہیں جا گا تو کل ضروریاً ہو گا۔ خدا نے ایسے بندوں کیلئے بھی چنے  
اعمال چکے ہیں جو دیارِ حیب نہیں پہنچ سکتے، بلکہ عین کادن ہر مسلمان ہر دن خود  
کیلئے بخید کادن ہو اس میں نماز و دعا نہ ان لوگوں کے لئے کبھی کوئی ہے جو حج میں  
نہ ہوں، نمازِ عید کے بعد تین دن تک قربانی رُنی ضروری ہو۔ اسی طرح ۹ تاریخ کی صبح  
۳۱ تاریخ کی شام تک تحریرت تشریف (اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر) داشد اور اس کا  
اکبر و دشمن احمد۔ ہر نماز کے بعد کہنا چاہئے جو جماعت سے ادا کی جائے۔

۲  
الشیعائے اکو اپنے دوست اور نبی حضرت ابراہیمؑ کی یہ ادائے عاشقانہ  
اتنی پسند آئی کہ قیامت تک کے لئے مسلمانوں کو حکم ہوا کہ وہ اس دن  
جانور کی قربانی کریں۔

منی میں قیام دو تین دن رہا اور پھر حاجج مکر مہ روانہ ہوئے  
حج کے دن پورے ہوئے، رسول کی تمنا پوری ہوتی، وہ عاشقانہ  
ادائیں ختم ہوئیں۔ اب دن ہموارات، خدا کے گھر کا طوات اور گاہے  
گاہے غرہ کرنا ہے۔ چند دن گزرے کہ حاجج مدینۃ الرسول کو چلنے لگے  
اب محبوب کے کوچہ میں پہنچنے کی تمنا کروٹ لیتے لگی اور دل ہیں منگیں  
جاگ اٹھیں۔ پہنچنا تو پہنچنا ہر جانے والے کی آخری خواہش یہی ہے  
کہ اگر تم نکلے تو اس پاک اور پیاری زمین میں نکلے جو رسول امین صلی اللہ

عاصیہ و سلم کی فرش راہ بنی ہے۔

نفسِ حبوبت ٹوٹے طاڑ روح مقید کا

لیکن جو لوگ باوجود کو شش اور بے انہما خواہش کے باک دیار کو نہیں پہنچ سکے  
ان کی حسرت بھی قابلِ رشک ہے۔ آج حسرت ہو تو کل پوری ہو گی، آج  
قصہ نہیں جا گا تو کل ضروریاً ہو گا۔ خدا نے ایسے بندوں کیلئے بھی چنے  
کیلئے بخید کادن ہو اس میں نماز و دعا نہ ان لوگوں کے لئے کبھی کوئی ہے جو حج میں  
نہ ہوں، نمازِ عید کے بعد تین دن تک قربانی رُنی ضروری ہو۔ اسی طرح ۹ تاریخ کی صبح  
۳۱ تاریخ کی شام تک تحریرت تشریف (اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر) داشد اور اس کا  
اکبر و دشمن احمد۔ ہر نماز کے بعد کہنا چاہئے جو جماعت سے ادا کی جائے۔

# قرآن کے اپیل

مولانا محمد نظیر علی

بِنَاتِهَا الَّذِينَ أَمْتَنُوا إِسْتَعِينُوا بِالصَّابَرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ (بقرہ۔ ۱۹)۔ اے ایمان والد  
مشکلوں اور سکایفوں (س) سبرا اور نماز سے مدد حاصل کرو (یہ اس  
ناقابل شک اور بالکل بیقینی ہے) کہ اللہ (اور اسکی پوری مدد)  
صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

صبر سے مدد حاصل کرنے کا مطلب سورہ اخراج کی ان آیتوں سے اُفزاؤ  
 واضح ہو جاتا ہے جن میں مذکور ہے کہ جب فرعون اور اسکی حکومت نے فیصلہ کی کہ  
بنی اسرائیل کے سارے رہنکے قتل کر دیے جائیں اور راکیاں اور سورتیں باقی رکھی  
جائیں تو مومنی علیہ السلام نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو تلقین کی۔

إِسْتَعِينُوا بِاللَّهِ وَاصْبِرُوا إِنَّ الْأَرْضَ يَوْمَئِنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادَةِ رَاجِعَاتٍ۔ اسریل سے مدد طلب کرد اور صبر کو اپنا شعار بنادی (بیقینی مخصوصی  
سے حق پر بچے رہنے کا فیصلہ کرو اور کمر کس لو، پھر دیکھو اشد تعالیٰ کیا کر دکھاتا ہے) ملک کا  
حقیقی مالک اشد ہی ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے ملک کا دارث بنادیتا  
اس کے بعد سورہ آل عمران کی آخری آیت پڑھئے جو گریا اس خطبہ سورہ  
آل عمران پر پہنچائے اور دسردیں کو انکی زندگی اپنانے کی توفیق دے۔ ارشاد ہے:-

بھی نہ بکے، ناموقوف حالات میں بھی شکل و صورت اور لباس میں دنی سا  
تغیر بھی نہ ہونے پایا اور آخر لمحہ تک اس پر قائم رہے۔ سخت نبوی  
سے اتنا تعلق تھا کہ زندگی کا ایک لمحہ بھی اس کے خلاف نہ گزر سکا۔  
علم دین اور طلباء سے ان کو حد درجہ تعلق رہتا، ان کا گھر دین کے طلباء کا  
مزح تھا، خاندان کے موجودہ نسل کی دینی تعلیم کا سب سے بڑا مرکز ان کی  
شخصیت تھی، ادارہ "رضوان" اس حادثے سے سب سے زیادہ  
متاثر اس لئے ہے کہ اس کا مرحوم سے ایک دوسرا خونی رشتہ بھی تھا۔  
ڈاکٹر صاحب مرحوم مولانا سید ابو الحسن علی ندوی کے شفیق اور مرتبی بھائی تھے اور  
والد کی سی حیثیت رکھتے تھے، مولانا ابو الحسن علی ندوی کی ساری تعلیم و تربیت  
ڈاکٹر صاحب مرحوم کے زیر سایہ ہوئی ہے، اسی طرح محترمہ آمۃ اللہ قسمیم معادن  
"رضوان" کے بھی شفیق بھائی تھے، مدیر رضوان کے امور اور والد کی سی حیثیت  
رکھتے تھے، انھوں نے اپنی اولاد اور خاندان کے دوسرے بچوں کی جستجو دینی  
اوہ علمی تربیت کی ہے وہ دوسروں کیلئے قابل تقلید مثال ہے۔ "رضوان" سے  
ان کو حد درجہ تعلق تھا اور رب سے پہلے انھوں نے ہی اسکی ہست افزائی کی اور برادر  
اس کے حالات سے باخبر ہے اور ہست افزائی کرتے رہے، ان کے ایک صاحبزادے  
اوہ پنج صاحبزادیاں ہیں، صاحبزادی مولانا سید محمد حسنی، ایک عربی برائی البعث  
الاسلامی کے مدیر ۔ ۔ ۔ ہیں نفر من کر ڈاکٹر صاحب مرحوم کی زندگی دین و دنیا کی  
بائیت اور ہر ایک کیلئے مثال اور نمونہ ہیکہ، اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس کے  
خلی مقام پر پہنچائے اور دسردیں کو انکی زندگی اپنانے کی توفیق دے۔

# ارشاد انسوں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ات ابغض الرجال الى الله الا الظالم - اشر کے نزدیک

لگوں میں سب سے زیادہ بخوبی وہ شخص ہو جو بڑا بھگڑا لو ہے۔

زبان درازی اور کینیہ پر دری، بات بات پر ادا نی بھگڑا کرنا خدا اور اسکے رسول کو سخت ناپسند ہے اور ایسے شخص کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے سخت الفاظ فرمائے ہیں۔

اس سلسلہ میں لوگوں میں مختلف قسم کے آدمی پائے جاتے ہیں۔

(۱) بعض لوگ غصہ درانتے ہوتے ہیں کہ الٹی سیدھی بات پر لڑ پڑتے ہیں اور جو منہ میں آتا ہے بکتے رہتے ہیں اور مد مقابل کو طعن و شنیع کا شکار بناتے ہیں، گالی گلوچ پر اڑاتے ہیں، ایسے شخص کے متعلق حضرت نے فرمایا ہے:-

”مَنْ يَنْهَا بِهِنَّىءٍ كُوْكَالِي نَهَّدَ، إِيْسَانَهُ بُوكَادَرَا پِيرَ رَحْمَ كَوْدَ، اُوْتَمَ كَوْ أَسِسَ بِتَلَاكَرَهَ (ترنڈی)

دوسری جگہ ارشاد ہو:- لعنت کرنے والے قیامت میں نہ کسی کی سفارش کر سکیں گے

اور نہ کسی کے گواہ بن سکیں گے۔“

اد را کسی سے کبھی کوئی کلر سکل جائے جس سے دوسرے کو بخیف پوچھے تو اسکے لئے دعا کرے اور اس سے معافی کا خواستگار ہو۔

يَا يٰسٰهَا الَّذِينَ اَمْنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَدَارِبُطُوا وَاتَّقُوا  
اللّٰهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ ۱۔ ایمان و الصبر سے کام لو اور  
ایک دوسرے کو صبر پر آمادہ کرو اور دراہ خدا میں جدوجہد کے لئے مستعد اور مکربستہ رہو اور اللہ سے ڈر و دیعنی تقویٰ کو اپنا شعار بناؤ) ایسی ہے کہ تم فلاح پاؤ گے۔

انسان کی فطری مکروری ہے کہ حق اور نیکی کے راستہ پر چلتے ہوئے جب اس کو سلسل مصائب اور نقصانات برداشت کرنے پڑتے ہیں، اور اپنی قریبینوں کا کوئی پھل دہ نہیں دیکھتا تو اس میں مایوسی آتی ہے اور اس کی ہمت ٹوٹنے لگتی ہے۔ ایسے موقعوں کیلئے قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔

وَاصْبِرْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُبْعِيْعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ (ہود: ۴۰)

اور صبر کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ دستور ہے کہ وہ نیکو کاروں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا (ویرسو ۱۱ کی نیکو کاری کا صدر ضرور ملے گا)

اور سورہ نمل میں صبر کے حکم کے ساتھ یہ بھی واضح فرمایا گیا ہے کہ صبر کی صفت وہ دولت عظیمی ہے جو اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق ہی سے نصیب ہو سکتی ہے۔ ارشاد ہے:-

وَاصْبِرْ وَمَا اصْبِرُولَهُ إِلَّا بِاللّٰهِ ۝ - اور صبراً اختیار کرو اور

(یاد رکھو کہ) تھا را صبر کرنا بھی اشر ہی کی مدد اور توفیق سے ہو گا۔

(۲) پچھلے گوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ غصہ میں آکر انسان تو انسان، حیوان ہوا، درخت، زمادہ اور ان جیسی بے جان قسموں کو گالی دینے لگتے ہیں، جو حد درجہ سفیح کلہ خیز ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ:-

”رات اور دن، چاند و سورج اور ہوا کو گالی نہ دو، اس لئے کہ وہ پچھلے گوں کے لئے رحمت ہے اور پچھلے گوں کے لئے عذاب۔“

(۳) بعض آدمی اتنے بے باک ہوتے ہیں کہ وہ نندوں کو پھچوڑ کر مردوں کو بُرا گالی دی جائے یعنی حضور نے فرمایا:- ”مرے ہر دوں کو بُرا بھلامت کو اس لئے کا انہوں نے جو پچھہ کیا تھا پائیا۔“ دوسری جگہ ارشاد ہے:- ”پہنچ مردہ بھائیوں کی بھلاکیوں کا ذکر کرو اور انکی برا بائیوں سے قطع نظر کرو۔“

خرص کہ انسان کو اپنے دل و زبان کی بیبا کی، کینہ پروری، گستاخی، سخت کلامی، دل آزاری اور فسق و کفر کے کاموں سے احتیاط کرنا چاہیے، کسی کو جلدی سے گمراہ کرہ دینا، فاسق دفا بجر کہہ دینا، بعض دفعہ دبال جان بن جاتا ہے۔ آخز میں حضور کا یہ ارشاد سننے چاہئے:-

”کوئی آدمی کسی آدمی پر فسق یا کفر کی تھمت نہ لگائے، اگر وہ شخص جس تھمت لگائی گئی ہے اس کا سختی نہیں ہے تو وہ تھمت لگانے والے پر لوٹ آتی ہے۔“

کیا کوئی مسلمان اس کو برداشت کر سکتا ہے کہ وہ خود فسق و کفر کا سختی بنے۔

جیب احمد حامی ناروی

## اللہ کا دل سے نام تو لے

۱۔ مردِ مسلمان ہوش میں آہست سے ذرا پچھہ کا نام تو لے  
تو بِ اِسْمِ ہَدَايَتِ پَیٰ کِرَ اللَّهُ کَا اپنے نَامَ تَوْلَے  
(۴) بعض آدمی اتنے بے باک ہوتے ہیں کہ وہ نندوں کو پھچوڑ کر مردوں کو بُرا گالی دی جائے یعنی بُزدیلی کی بات ہے کہ جو جواب نہ دے سکیں، ان کو بھلاکتے ہیں، یعنی بُزدیلی کی بات ہے کہ تو اپنے دل سے کام تو لے  
در بار رسالت میں جا کر دامانِ رسالت تھام تو لے  
تو حق کی حمایت کر تارہ منہ ما نکی مُرادیں پا تارہ  
یوں اپنے خدا سے محنت کی اجرت نہ سہی انعام تو لے  
دنیا کے لئے کب تک ہر سو آوارہ ہی پھرنا جائے گا  
ایمان کی دلکشِ وادی میں پچھہ دیر شہر آرام تو لے  
آجائے گی قوت بھی تجھہ میں دوڑے کا ہوا کا رگ میں  
باطل سے غلط ڈرنے والے اللہ کا دل سے نام تو لے  
ہستی و عدم کے رازِ نہایاں سب تجھہ پیغام، ہو جائیں گے  
ساتی کے بارک ہاتھوں سے وحدت کا چھکلتا جام تو لے  
قدیر کا شکوہ شام و سحر زیانیں تجھ کو اے حامی  
پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے تو سعی عمل سے کام تو لے

## مسان عورت کا اصل جہالت

ایک تو جہیز وہ ہے جو کہ والدین اپنی سخت جگہ کو شادی کے موقع پر دیتے ہیں۔ نام و نمود کا مقصد ہوتا ہو یا نہ ہو لیکن حتی الامکان اور حسب مقدور۔ والدین یہ ضرور چاہتے ہیں کہ ضروریات زندگی کا ایسا سامان اپنی بیٹی کے لئے فراہم کر دیں کہ سُسرال پوچھتے ہی ہر چیز کے لئے دست سوال دراز نہ کرنا پڑے۔ زیادہ تر والدین حسب حدیث جہیز دیتے ہیں کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ والدین تو امیرانہ زندگی بس رکریں اور بیٹی کو جہیز نہ دے کر سُسرال والوں کے طعنوں کا تختہ امشق بنادیں۔ جہیز ہمارے مقدس پیشوائے بھی اپنی بیٹی سیدۃ النساء، رضی اللہ عنہا کو دیا تھا کہ سُسرال پوچھتے ہی ضرور می سامان کی وقت نہ ہو۔ اُس وقت کے جہیز میں اور اب ..... زمین و آسمان کا فرق ہے لیکن یہ بھی دیکھتا ہے کہ خسرو کی فقرانہ زندگی سے کوئی مشابہت نہیں ہے، اس میں بھی زمین و آسمان کا فرق ہے۔ دُسرا جہیز یہ ہے کہ جو آب ہم کو خود آخزی زندگی کے لئے تیار کرنا ہے۔ اگر ہم کوئی جہیز سفر آخزت کے لئے تیار نہیں کرتے تو خدا معلوم کیا حالات ہماری دہاں ہو گی، دار و غیر دوزخ کے طفے سُننے پڑے گے۔ جہنم کا بے پناہ عذاب ہم کو ملے گا۔ قیامت کا

ہولناک دن ہمارے لئے ہزاروں مصائب میں لائے گا۔ جس وقت ہمارا نامہ اعمال بائیس ہاتھ میں ملے گا اس وقت ہم خدا کے برتر کو کیا جواب دیں گے کہ ہم نے اپنی بیش قیمت زندگی میں اپنے لئے کیا جہیز تیار کیا تھا ہے مسلمان خودت کا اعلیٰ جہیز نماز،

روزہ، ادائیگی زکوٰۃ (حسب استطاعت سجح) نوافل، وظائف، یا معنی تلاوت کلام پاک، بہترین اخلاق، غیبت سے پر ہیز، دین کی خدمت میں (حتی الامکان) اپنی زندگی صرف کرنا، دوسروں کے ساتھ نیکیاں کرنے کا جذبہ پیدا کرنا۔ اگر ہم ان اوصاف سے مزین ہیں تو ہمارا خدا کے یہاں پُر تپاک خیر مقدم ہو گا اور وہ سعیتیں ہیں اس امور پر نصیب ہوں گی، جس کا وعدہ کلام پاک میں بھرثت جگہ جگہ فرمایا گیا ہے۔ دین کا مطالبہ یہ ہرگز نہیں ہے کہ ہم جانماز، قبیح لے کر بیٹھ جائیں اور گوشہ نشینی اختیار کر کے دنیاوی ماحول سے بے تعلق ہو جائیں نہیں۔ ہمارے دین کا حکم یہ ہے کہ گھر یا وہ دھن دل اور دنیا کی نگینیوں اور دلفریوں میں پڑ کر آخزت سے بے خیرت ہوں، ہر کام کے ساتھ سالکھا اپنا آخری جہیز بھی تیار کر قی رہیں تاکہ دہاں پوری آنکھ کتے ہماری ہو، نمازی خواہیں کا پھرہ ہزاروں میں پہچانا بھا سکتا ہے۔ دہاں پہنچ کر کیا آپ تاب ہو گی۔ یارب ہمیں راہستقیم عطا فرمائے، ہم اپنے اعمال کو درست کرنے کی فکر کر کریں اور مردوں کے ساتھ دین کی خدمت کرنا اپنا نصب الحین بنالیں تاکہ آخزت کی روسوائی سے محفوظ رہ سکیں آمیدن یادب العالمین۔ خود ہی کو کر بلند اتنا کہ تردد یہ سے پہلے خدا بندہ سے بے خود پوچھئے بتا تیری رضا کیا ہے

سیدنا اماماً

## حج

اسلام کے پانچ رکن ہیں، آخری رکن حج ہے، حج پورے کا پورا  
حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل اور حضرت ہاجرہ کی یادگار ہے، اللہ تعالیٰ  
نے ان تینوں کے کاموں کو ایسا پسند فرمایا کہ مسلمانوں پر حج فرض کر دیا۔  
حج کا ثواب اور اس کی مقبولیت ان ہی تینوں کی رہیں ملت ہے۔  
حج کی فضیلتیں قرآن و حدیث میں بے شمار آئی ہیں۔ قرآن شریف  
میں حج کی فرضیت کا بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے۔

وَلِلّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا  
وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمَينَ

اور اللہ کے واسطے بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے۔ ان لوگوں پر جو  
دہائیں جانے کی استطاعت رکھتے ہوں اور جو لوگ نہ مانیں تو اشتریے نیاز  
اس آیت کرمیہ میں حج کے فرض ہونے کا اعلان بھی فرمایا گیا ہے اور حج نہ کرنے  
والوں سے بے نیازی بھی فرمائی گئی ہے۔ حج مادر اور پر فرض ہے اگر  
روپیہ ہونے کے باوجود کوئی حج نہ کرے تو اس نے بڑا گناہ کیا، حدیث  
شریف میں ہے کہ جس کسی کو اشتریے اتنا دیا ہو کہ وہ حج کر سکے لیکن اسکے  
باوجود حج نہ کرے تو اشتریک کوئی پردawah نہیں، خواہ وہ یہودی ہو کر مارے  
یا نصرانی۔

اور ایک حدیث میں ہے کہ حج اور عمرہ کو جانے والے لوگ اللہ تعالیٰ  
کے خاص ہمان ہوتے ہیں، اگر وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تو ان کی دعا  
قبول ہوگی اور مغفرت مانگیں تو سمجھ دیے جائیں گے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جو حج کرے اور اس میں کوئی فحش اور  
بیہودہ حرکت نہ کرے تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک و صاف ہو کر وہ اپس  
آئے گا جیسے کہ وہ اپنی پیدائش کے وقت بالکل بے گناہ ہوتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ حج مبرورہ یعنی وہ حج جو خلوص کے ساتھ  
بالکل ٹھیک ٹھیک ادا کیا گیا ہو اور اس میں کوئی بُرا نی اور خرابی نہ ہو  
تو اس کی بجز اصرت جنت ہی ہے۔

یہ دیکھنے اور غور کرنے کی بات ہے کہ اسلام کے پانچوں اركان اپنی  
نوعیت کے اعتبار سے بے پناہ ثواب کا باعث ہیں اور جنت کے ساتھ  
بتانے والے ہیں لیکن اس رکن کی ادائیگی میں ایک خاص بات ہے کہ  
بیت اللہ شریف اور حرم شریف اور دوسرے دہائیں کے خاص  
مقامات دیکھ کر کتنا مزہ آتا ہو گا اور کتنی لذت حاصل ہوتی ہو گی،  
یہ تو کوئی دہائی جانے والوں سے پوچھے۔

مگر جو لوگ صرف اس لئے حج کرتے ہیں کہ وہ حاجی کہلاتیں گے یا  
کسی اور مقصد کے لئے جائیں تو وہ اپنا روپیہ بیکاری ساتے ہیں، وہ بجائے  
ثواب لوٹنے کے گناہ لاد کر لاتے ہیں اور دہائیں ان کو کوئی روحانی لذت  
حاصل نہ ہوتی ہو گی۔ اب حج کا زمانہ آگیا اور کتنے ہی حاجی ہوں گے

محمد خالد مفتاحی

## مختصری ترہذیب ایلخ سنہ ہر حال

اے طاڑ آزاد نہ کھا جائیو دھوکا  
صیاد لئے پھرتے ہیں اک جال سُمرا۔  
آج مادیت و مغربیت کی کالی گھٹائیں دنیا کے ہر چار گوشے پر سچھانی  
ہوئی ہیں۔ جس کی وجہ سے آج اچھے سے اچھا خاندان اخلاقی گراوٹ کا  
شکار بنا ہوا ہے، خصوصاً آج مسلمان جو معلم دنیا و دین بن کر آتا تھا، مادیت  
مغربیت کی طرف بے تحاشا دوڑا چلا جا رہا ہے، ان کے وہ قدم جو کبھی اعلاء  
کلمۃ الحق کے لئے دریا کے تندر و تیز دھاروں میں پتھرے ہوئے صحراءوں میں،  
پہاڑوں کے چوٹی پر، اور خاردار وادیوں میں ایک سیل روان کی طرح اٹھتے  
تھے، وہ آج دہریت و اسحاد نظم و استبداد اور وحشت و بربست کی طرف  
تیزی سے ابھر رہے ہیں نہ خوف خدا..... نہ آخرت کا ذر، مغربی تعلیم تہذیب  
ان کا معیار زندگی، دوسروں کے سامنے دست سوال پھیلانا، انکی شان بندگی  
اسی وجہ سے وہ اپنے بچوں کو مشرقی تعلیم و لانا عامہ سمجھتے ہیں لہر جو پرانی  
تہذیب و تعلیم کا علمبردار ہے، وہ ان کے نزدیک قدامت پسند ہے اور  
تنگ خیال، دیفانوس ہے اور پرانی لکیر کا فقر!

والدین کی یہ حالت ہوگی تو ان کی اولاد کس طرح اس سے محفوظ  
رہ سکتی ہے لا محالہ مشرقیت سے بعد اور مغربیت سے قرب ہوتا جائے گا،

جو حج کو جا چکے ہوں گے۔

مگر بعض اس میں اللہ کے لئے گئے ہوں گے اور بعض دنیا کے لئے۔  
جو اللہ کے لئے گئے ہیں ان کا کیا کہنا، وہ ثواب لوٹنے کے لئے ہیں اور  
اشران کو ثواب دے گا اور اشر کے ہمان بن کر گئے ہیں، وہ جبکہ  
ہیں گے، اللہ ہی کے ہمان رہیں گے اور بھونیا کے لئے گئے ہیں کہ وہ  
 حاجی کھلائیں گے یا کوئی اور ارادے سے تو ان کا جانا با محل بے سود ہے  
اور اس لئے کہ ان کی نیت یہ ہوگی کہ وہ حاجی کھلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ  
تو ہر ایک کے دل کی بات جانتا ہے۔ دنیا تو ان کو حاجی کہہ لے گی مگر  
اشر کے نزدیک ان کی کچھ حقیقت نہیں ہوگی۔ آنحضرت نے فرمایا  
کہ اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔ یعنی یہ کہ جیسے کوئی نیک کام کرے اور  
اس کی نیت یہ ہو کہ دنیا اس کو اچھا کئے تو اس کو نیک کام کا کچھ ثواب نہ  
ملے گا۔ مثلاً اشر کے لئے ہجرت کرے، اس کی ہجرت اشر ہی کے لئے  
ہوگی اور دیا ہی ثواب ملے گا اور اگر دنیا کے لئے ہوگی تو اس کا کوئی  
ثواب نہیں۔ اسی طرح آدمی حج کرے اور اس کی نیت دنیا کے دکھافی  
کے لئے ہو تو اس کا حج، حج نہ ہوگا اور جس کی نیت ہو اشر کے لئے تو  
اس کو انشاء اللہ حج کا ثواب ملے گا۔

**آنحضرت** سے مفید ثابت ہو رہا ہے تو اسکی توسعہ اشاعۂ متذمّر یاد  
سے زیاد حصہ لینا آپ کا اخلاقی اور دینی فرضیہ ہے۔

فیجر

رڑ کے راکیاں دونوں پر آوارگی اور آزادی خالی سلطان کر لے گی، اور پھر منگرات اور فواحش کا عام ہونا لازمی ہے اور ضروری!

ایک مسلم رڑ کی اگر سنی روشی اور نئی تہذیب پر فلسفۃ ہو جائے فیشن پرستی پر مائل، شرم و حیا سے عاری ہو۔ سیر و قفر تک کے لئے پاکوں اور ہوٹلوں کا گشت کرے۔ سینما اور تھیٹر میں جائے۔ قرآن خوانی سے نفرت، مخرب اخلاق ناد لوں اور فحش لڑپھر سے بگاؤ ہو تو بتلا میں مسلم الدین کر فوم مسلمان کا گیاحتر ہو گا۔ معاشرتی اور رسول زندگی کا کیا حال ہو گا؟ ایمانی اور اخلاقی تعلیم و تربیت، شرتی تہذیب و تمدن کو کس کے در پیناہ ملے گی۔ افسوس ہے کہ خشر آنکھوں کے سامنے ہے۔ بھی وجہ ہے کہ مسلمان جو آسمان بلندی پر آفتاب بن کر چکتا تھا آج ناکام و نامراد در بدر کی ٹھکوکیں کھا رہا ہے اسے ہر طرف ذات و رسولی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

آگ تھے ابتدائی عشق میں ہم ہو گئے خاک اتھا یہ ہے

آج مغربی تعلیم و تربیت کے کیا کیا نضرات اور زہر آنونڈتائج نہیاں ہو رہے ہیں، اس کی حقیقت اگر معلوم کرنی ہو تو ہندستان کی کسی بھی یونیورسٹی اور کالج کا جائزہ لیں تو معلوم ہو جائے گا کہ وہ طالب علم جو قوم و ملک کی بگڑی ہوئی حالت کو سنوارنے، نسل انسانی کو نئے طرز، نئی روشن پر چلانے کے لئے نئی تعلیم حاصل کرتا ہے اس کی یہ حالت ہے کہ نہ اُستاد کا ادب و احترام، نہ اس کی عزت و قدر، اور نہ اخلاق و تہذیب سے واسطہ، بات

بات پر شور اور ہنگامہ، لڑائی اور فساد، شرارت و بد معاملی، آوارگی اور گندگی، راہ گیر دل پر آواز کے کتنا اور ان کا نداق اڑانا۔ بس صرف وقیعہ خیزت، فرضی شہرت کے علاوہ اور بچہ نہیں۔

کائج دیونیورسٹی معلم شیشہ گراں  
ڈھا لے جاتے ہیں وہاں بس غرہ میانے جنم

ایک مسلم رڑ کی جب گندہ ماحول اور بڑی صبحت میں پرورش پائے گی تو کیا وہ کبھی باجھا، پاک و امن، نیک سیرت، حمدب ہو سکتی ہے؟ کیا ایک لمحہ ماں، اچھی بیوی، اچھی بہن، اچھی بیٹی اور اچھی بہوں سکتی ہے، یہ بات سمجھ میں نہیں آتی ہے کہ مغربی تعلیم و تربیت جب ایک رڑ کے کے لئے سم زامل ہے تو عورت جو ہر خیر و شر کے اثر کو بہت جلد قبول کر لیتی ہے وہ کس طرح اسے سمجھ سکتی ہے، اس کے تباہ ہونے میں کیا غیرہ ہو سکتا ہے۔

ایک صاحب نے اپنی لڑ کی کو مکتب اور اسکوں کی فرضی تعلیم دلا کر کائج میں داخل کر دیا۔ رڑ کی جوان ہو چکی تھی۔ انہوں نے کہا کہ بیٹی اب تو جوان ہو چکی، بر قدر اور دھکر پڑھنے جایا کر، بے پر دگی اچھی نہیں، ارڑ کی اپنے والدین سے جو مغربی تعلیم و تہذیب کے دلدادہ ہیں۔ کہتی ہے کہ آپ سا سخن و دھمک آپ کو پر دہ ہی کرانا مقصود تھا تو آپ نے مجھ کیوں اسی تعلیم دلائی جو پر دہ کی منافی ہے؟ یہ کس کی غلطی ہے؟ کون ہے اس کا مجرم ہے کیا والدین اس کے ذرہ دار نہیں؟ کیا یہ والدین کی غلطی نہیں ہے؟ اس کے علاوہ بہت سی مثالیں میرے سامنے ہیں کہ وہ راکیاں جو

شریف فائدان سے تعلق رکھتی ہیں۔ جب گھر سے نکلتی ہیں تو پردہ کے ساتھ، مگر جب شاہراہ عمارت پر یا کافج کی پچار دیواری میں قدم رکھتی ہیں تو پھر وہی بے پردگی اپنے حیانی تاک بھاٹک، دخوت نظارہ اور اشارہ بازی

یہی زمانہ حاضر کی کائنات ہے کیا

ملائخ روشن دلی تیرہ نگاہ ہے باک

کیا میں ایک مسلم دالدین سے یہ کہنے کا حق رکھ سکتا ہوں کہ کیا یہی ہے کہ قانون قدرت، اور ایک مسلم خاون کے لئے پردہ کی شرعی حیثیت ہے کیا یہی ہے اسلامی غیرت و محیت اور اسلام کا نظام عفت و عصمت!

افوس صد افسوس کے فیشن پستی اور انہی تقلید نے ہندستانی والدین کو اتنا متاثر کیا ہے کہ اول تو خود اسی رنگ میں رنگے ہوتے ہیں اور اپنے بچے کو بھی اسی رنگ میں دیکھ کر سرو رہوتے ہیں۔ اب چاہے اس کا نتیجہ کتنا ہی زہر کوڑ کیوں نہ ہو۔ انھیں کوئی پرواہ نہیں، لکھنی ہی زندگیاں تباہ و بر باد ہو گئیں اور

ہوتی بجا رہی ہیں، وہ معزز فائدان کے حشم و پرانے جنھیں اپنی فائدانی وجہ دو فارکو محو طار کھتے ہوئے ایک ممتاز شخصیت میں شمار ہونا چاہئے تھا۔ آج

در بدر پھرتے دکھائی دیتے ہیں اور وہ باعصم صفا جزا دیاں جن کو پہنچنے نہ ہبے ملت کا سحاظ کرتے ہوئے گھروں کا چارغ بنتا چاہئے تھا، آج وہ دنیا کے

سامنے دخوت نظارہ دیتی ہوئی اپنی عرب یا نیوں سے لوگوں کو مسحور اور ان سے خراج حشون و رسول کرتی ہوئی نظر آتی ہیں اور اپنی خوشی سے جس کو چاہئی میں اپنا شرکیں بنا کر کچھ عرصہ کے لئے فریب تخلیقات میں کھو جائیں۔

کے بعد اپنے پُر سکون اور رنگیں مستقبل کو ہمیشہ کے لئے ٹھار کیں بنائیں ہیں پھر عزیز دل سے جدا تی اور دنیا دلوں کی حیثیں نگاہ ہوں کی تسلیم کا سامان بن کر قدر مدت میں اپنی زندگی گزارتی ہے یا خود کشی کر کے دنیوی زندگی سے بخات حاصل کر لیتی ہیں۔ ایسی صد ہاشمیں آج ہمارے سامنے ہیں۔ کیا یہ سب والدین کی بیجا آزادی کا باعث نہیں ہے کیا یہ مغربی تعلیم و تہذیب کی وجہ سے نہیں ہے، اگر ہے تو والدین کو چاہئے کہ مغربی تہذیب کی تاریکیوں سے محفوظ رکھیں، بچوں کو اسلامی تہذیب کے گھوارہ میں رکھیں۔ اتنی آزادی دیں جسیں کو ہماری تہذیب اور ہمارے مذہب نے جائز رکھا ہے تاکہ آئندہ میں اطمینان و سکون، عزت و وقار اور غیرت و محیت کے ساتھ زندگی گزاردیں کیں، اور اپنے پاک اسلام کی روایات کو فائم رکھیں۔ پھر آکے قدم چوم لے اک دوسرہ رہا ہو جا میں تمہارے اگر اشغال نہ رہے

## حسن محدث

اذ: محترمہ شیر الفاء صاحبہ والدہ  
مولانا سید ابو الحسن علی ندوی

مسلمان رٹکیوں کی زندگی کو کامیابی کی راہ پر ڈالتے والی کتاب جس میں دینی ہدایات کے ساتھ میکے سے سر ایں تک کے جملہ امور خاتم داری سلیقہ شعائری، رہن سہن اور قلعقات کے استواری کے ڈھنگ بتائے گئے ہیں۔ اپنا شرکیں بیان کا پتہ۔ مکتبہ اسلام ۳۲۔ گوئے مرد۔ لکھنؤ

وَلِتَهُ كَمْ مَقْيمٌ لَكَهُنُو

# آخری لمحہ

کمرے میں ماوس گئن اُد اسکی پچھائی ہوئی تھی بھلی کی روشنی بھی دنیلکے  
ہمان کی جدایی سے پھیکی اور مدھم ہو چکی تھی صاف و شفاف بستر پر سبیجہ  
ہڈیوں کا ڈھانچہ بنی پڑی تھی، اس کی پچھوئی لڑکی نصرت پنگ کے قریب  
ہی کری پر زاس بیٹھی ہوئی اپنی امتی کے چہرے کا انتار پڑھا و دیکھ رہی  
تھی، ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے صبیحہ بڑے کرب ذبح کی میں جلا ہو۔ جیسے  
ہی اس نے انکھیں کھولیں نصرت نے اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھنے  
ہوئے پڑ پچھا۔ ”کیسی طبیعت ہے امتی؟“

”آپ اچھی ہوں یعنی؟“ — صلنہ میں کانتے پڑ گئے تھے۔ صبیحہ کی  
جو کیفیت تھی وہ خود سمجھ رہی تھی۔ ”نصرت ذرا صوفیہ امکل اور پر زکو  
بلا دو۔ وہ لوگ کہاں میں؟“ — ”معلوم نہیں“ کہتی ہوئی نصرت نیزی سے  
پڑ سکوں ہے تو پر زکوں میں نہیں

بلانے پل دی۔ صوفیہ اپنے کرے میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ گپ میں مصروف  
تھی اور یہ دھیرے دھیرے اپنے نغمات بچھیر رہا تھا۔ نصرت کا حس اس  
دل تڑپ اٹھا۔ اس نے بہت ضبط کے ساتھ کہا۔ ”بھو احمدی بلا رہی میں۔  
”دہی بے وقت کی شہنمائی۔“ — صوفیہ نے رکھائی سے جواب دیا۔  
”کہ دوسری سہیلیاں بیٹھی ہیں۔ تھوڑی دیر میں آجائیں گے۔“ امکل کے

فضلاً اراد آبادی

# نام نہاد مسلمان معلمہ سے!

چند سکوں کے خوش ٹرک شریعت شیخ کھا ہوں جاہ میں تعلیم سے نفرت نہ سکھا  
نا سمجھدین کے تو اور دوں کی سیاست سکھا دختر شیر کو رو باہ کی خصلت نہ سکھا  
یہ میں عصوم انھیں اقتضا شرارت کر ٹرک ناموس بجا کے لئے اصرار نہ کر  
وام تزویر میں تو ان کو گرفقارت کر بنیت مسلم کو تو غیر مول کی طریقہ سکھا  
قطض وغیرہ کے کمالات کی تعلیم فری لا کے ایسنج پہ جذبات کی تعلیم فری  
دشمنی قوم سے ملت سے بغاوت نہ سکھا بے حیانی کی خرافات کی تعلیم فری  
ان کو خشنودی حکام کا سچیر نہ کر ان کی بر بادی در سوائی کی تمدیر نہ کر  
یہ میں عصوم انھیں مائی تقصیر نہ کر بنیت مرکم کو تو عصمت کی تجارت سکھا  
و دعجت نہ نہ دے غیر کی محفل میں نہیں نہ پھنسا غشہ کے دشوار م حال ہیں انھیں  
و قوم کی عزت و عظمت میں نہیں کی خدا را انھیں عادت نہ سکھا بائیں اسلام میں بھیجے انھیں کے دم سے  
برقرار آئی بھلی خیر میں انھیں کے دم سے ان کو شد تو بر بادی عصمت نہ سکھا

کرے میں تالا پڑا تھا، نصرت سے مجھ کی سوائے بچپر کے وہ اور کہیں نہیں گیا اور سات سالہ پر ویز نشادہ صحن میں ایکلے بیٹھا ہوا کیرم بورڈ پر اپنی نئی انگلیوں کو دوڑا رہا تھا۔ نصرت کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اس وقت امی کے پاس کوئی بھی نہیں، کئی روز سے پاپانہ جانے کاہی ہیں۔ اس لئے جلدی سے اس نے پر ویز کو گود میں اٹھایا اور امی کے پاس چل دی لیکن پر ویز محل گیا۔ نصرت کے بال نوچ ڈالے۔ عاجز ہو کر نصرت نے اسے چھوڑ دی۔ اب وہ سکیاں لیتی ہوئی کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی۔ وہ جیسے ہی کمرے کے قریب پہنچی، باتوں کی آواز معلوم ہوئی۔ ”ہاں تو رضیہ میں تم سے کہہ رہی تھی کہ شادی کے بعد ہم لوگوں کے ماستے الگ الگ ہو گئے۔ میری سمجھیں نئی تہذیب...“ ٹھیتو۔ پھر کہہ لینا۔ ڈاکٹرنے تھیں زیادہ ہونے کو منع کیا ہے۔ رضیہ نے بحاجت سے کہا۔ ”نہیں رضو۔ مجھے جو چکھ کہنا ہے کہہ لینے دو۔ رضیہ یہ ڈاکٹر موت کے فرشتوں سے جنگانہیں کر سکتے ہیں یہ نہیں چاہتی کہ میرا پیکر حسرتوں کا دفن بنکر رہ جائے۔ میرے جنائے پر آزاد میں سسکتی رہیں، دل میں تناہیں کروں میں لیتی رہیں اور میں کچھ سمجھی نہ کہہ سکوں۔ میری سستی کا دیا سیات دمتوں کے دورا ہے پر تھارہ ہا ہے۔ مجھے یقین ہو کہ اس دیے کا تسلی ختم ہو چکا ہے... زندگی کے مرکب عنابر پریشان ہونے کو ہیں۔ نہیں اب کچھ ملت کہو۔ قسمی کے الفاظ بے جان محسوس ہوتے ہیں۔ کیونکہ حقیقت کے فریب پور پخت رہی ہوں۔ رضیہ آہ۔ زندگی کھڑے ایک ایسی چیز سے غفلت برستی رہی جو صیر حقیقت ہے۔ موت آہ! موت کا

تصویر... مجھے کس قدر حوصلہ شکن محسوس ہوتا ہے۔ ان انگلیوں کو دیکھو رضیہ۔ ان کی میں نے کتنی حفاظت کی ہے۔ خانہ داری سے ہمیشہ در بھاگی کر کہیں میرے ہاتھ خراب نہ ہو جائیں۔ نیل پالش سے میرے ناخن چکتے رہے۔ اب کہیں یہ انگلیاں دو زخ کی آگ میں نہ بھسم ہو جائیں۔ آہ! میرے خدا کیا ہو گا.... ہاں رضیہ! میں کہہ رہی تھی کہ بچپن میں ہم لوگوں کی تربیت اسلامی دھنگ پر ہوئی کتنی مقدس، پاکیزہ اور دلکش زندگی تھی وہ... نصرت ذرا پانی تو پلا دوئی۔ صلوٰت سوکھا جا رہا ہے۔ نسیم! نسیم! مگر نسیم کہاں... وہ تو کہیں اپنی دوسری شادی کی بات چیت کر رہا ہو گا۔ کیونکہ مجھد میں اب کوئی کشش نہیں۔ ”خدا کے لئے صبیحہ خاموش رہو۔ کیوں پریشان کرنے پر ٹلی ہو۔“ رضیہ نے سمجھایا۔ رضیہ تم بھی میری باتوں سے پریشان ہو گئیں، صبیحہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ آخری التجا ہے رضیہ! یہ شکوئے سُن لو۔ پھر کھن سر کا کہ میری بے زبانی بھی دیکھ لینا۔ میری... داستان سُن لو۔“ رضیہ شادی کے بعد میری زندگی میں انقلاب رونما ہوا۔ میں نے بدلتی ہوئی دنیا کو دیکھا، تفریح کرتی ہوئی آزاد خورتوں کو دیکھا۔ میں نے سوچا انہیں سوسائٹی میں جو مقبولیت اور عزت حاصل ہو دے بھلا ہم گھر کی چھار دیواری کی گھٹٹ میں سافس لینے والی خورتوں کو کہاں نصیب ناخواہندہ، یہ تو فوت خورت مرد کی میٹھی باتوں میں آگئی اور اس نے دنیا کی سب سے بڑی نعمت گھر ہی کہ سمجھ دیتا۔ دنیا ترقی کے کتنے منازل طے کر چکی ہے اسے اسکی کیا خبر، میرے دل میں ان گھریلو خورتوں کے خلاف شدید جدید تفریح جڑ پکڑتا گیا۔ میرے شوہر بھی پردوے کے زیادہ قائل نہ تھے۔ رضیہ میری

رہے گی۔ میرے سامنے ایک ہیب سمندر پر جہاں مجھے چھلانگ لگانی ہے کیونکہ اس کے آگے کوئی راستہ نہیں اور زندگی پتچھے نہیں لوٹ سکتی۔ میرے اصول اور نظریات کتنے کھو کھلے تھے جنہوں نے مجھے بے صی کی راہ دکھانی۔ رضیہ بن۔ میں نے اپنے بچوں کو تفریح کے راستہ میں خدا بسمحانی کی صحیح تربیت نہ کی، وہ اپنی خواہش کے راستہ پر درڑتے رہے... آج جب کہ میں مر رہی ہوں۔ کوئی سورہ یعنی سمجھی پڑھنے والا نہیں۔ کیونکہ میری کوئی اولاد قرآن شریعت کا ایک حشر بھی نہیں جانتی۔ خدا یا جب حشر میں مجھ سے پرستش ہو گئی تو میں کیا جواب دوں گی۔ یہ معصوم پتھر... . . . .

جو خدا کی گار بہامانت ہیں ان کا سخاں کیا ہو گا۔ میری پرمیخت زندگی کا سایہ میرے بچوں پر پڑا ہے۔ میں نے انھیں اسلام سے بالکل بے گانہ رکھا، نیکی وہدایت کے راستہ سے دو رکھا، یا اسے مجھے تھوڑی سی زندگی اور دے دے ماکہ میں اپنے اعمال درست کروں... رضیہ میرا راستہ سرکشی، اور بغاوت کا راستہ، بے صی کی اور ضطراب کا راستہ۔ میں کیسے اپنے بچوں کو اس راستے سے نکالوں... رضیہ اب تو حرست سے آہ نکلتی ہے۔ جب میں ایک باعفت، باعصمت اور شریعت نگاہ میں نہیں پڑتیں۔ میں خورست کی تقدیس اور اس کی عنطیت دشان پر سیاہ دھبہ ہوں۔ رضیہ میں نے مرد کے فراڈ کو نہ سمجھا۔ دہ خورست کو دھوکا اور فریب دے کر شاہراہ عام پر لائے ہیں کہ تھا کے

خواہش کو سہارا ملا۔ میں نے پردے پردے کو بالائے طاقِ رکھ دیا اور میں تکلفی سے شوہر کے دستوں سے ملنے لگی۔ ... میری ازدواجی زندگی میں دھیرے دھیرے گھن لگ رہا تھا۔ اب بھگڑوں کی نوبت آپنچی جب وہ مجھے تفریح سے روکتے تو میں نہایت بدتریزی سے انھیں جواب دیتی، "میں آپ کی اجازت کی پابند نہیں ہوں۔" پھر اس قدر تنگ نظر بھی نہیں ہونا چاہیے۔ روز کے بھگڑوں سے او زیری لا پرواہیوں سے ان کی صحت پر بڑا اثر پڑا، وہ بیمار ہو گئے۔ میں نے اپنی تفریح میں کوئی فرق نہیں آئنے دیا۔ رات کو جانھیں زیادہ کھانسی آئی تو میں بھجن چھلا کر نفرت سے کہتی۔ اسے کچھ بھی نہذ نہیں بھلانید خراب کرنے کا کیا تھا ہے؟۔ وہ بے لبس نگاہوں سے مجھے دیکھ کر رہ جاتے۔ اس وقت میں نئی تہذیب کے نشہ میں مد ہوش، دل فریب راستہ پر پڑھتی جا رہی تھی۔ ایک صبح مرے لئے خوشیوں کا پیغام لائی۔ جب میں نے مسعود کو ہر جگہ تلاش کرنے پر بھی نہ پایا۔ رضیہ وہ نہ جانے کہاں چلے گئے۔ میرے دل میں خوشیوں کا دریا امداد پڑا۔ میری آزادی کی راہ میں حائل ہونے والا کانٹا نکل گیا۔ ... دنیا کو دکھانے کے لئے میں نے آنسو گزارے و سمجھنی چلائی۔ لیکن میرے دل میں پوشیدہ مسرتوں کو کوئی نہ دیکھ کیا کونکر نہیں اب اپنا ہے مسعود کا دوست۔ نیم مسعود سے زیادہ خوب صورت اور دل تند ہے۔ وہ میری فرمانشوں کو پورا کر سکتا ہے۔ . . . .

رضیہ! میری زندگی تاریک سے تاریک تر ہوتی گئی۔ آج میرے جنمیں کوئی سویاں چھوٹے یا بونی بوٹی کروائے تب بھی میری روح مضطرب

حقوق مردوں کے مساوی ہیں۔ تم باہر نکلو، بن سنور کرنکلو، تھیں ہر طرح گھومنے پھرنے کا حق ہے۔ اور اس کے پس پردہ سراسر ان کا جذبہ فریب کام کرتا ہے۔ وہ عورت کے حسن ادا سے لطف اندو ہونے کے لئے برس رعام لاتے ہیں.....” صدیحہ کی زبان اب لکھ رہی نہیں۔

رضیہ! آہ میری زندگی، میرا علیش... میں اندر چڑھے میں گھری جا رہی ہوں... الفاظ... الفاظ طعن میں اٹک رہے ہے ہیں رضیہ۔ آہ میرے پچھے۔ نہ... نہ... یا۔۔۔ وہ زور سے چھپی مجھے بچاؤ۔ مجھے اس طوفان سے نکالو۔ میں ڈوب رہیا ہوں۔۔۔ یہ خوفناک شکلیں، یہ داؤنی صورتیں، نہ جانے کون اندر ہیروں میں گھسیٹے لئے جا رہا ہے۔ اسے اس نصرت تم نے بھالی کیوں بجھادی... بھالی جلا دو... بیش روشنی کرو... اُن یہ سوئیاں کون چھپو رہا ہے۔ رضیہ آہ بچاؤ... بچاؤ... آہ...، صدیحہ کی زندگی کے چڑائیں کا تسلیم ختم ہو گیا۔ شمع بھر کی اور بھر کر بچھو گئی۔ بھالی بستو جل رہی تھی۔ رضیہ صدیحہ کے سو کھے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لئے رود رہی تھی اور نصرت ایک پیچ نار کر صدیحہ کی لاش پر اچھی ایسی کہ کچھ پڑی اور اپنے کرے میں صوفیہ دیدیو سُن رہی تھی۔ اکمل کام کہ اب بھی بندھتا اور پر دیز صحن میں کیرم کھلیتے کھللتے سو گیا تھا اور صدیحہ موت کے بندھنوں سے آزاد ہو کر اللہ کو پیاری ہو چکی تھی۔

ایضاً فاطمہ بی۔ اے

# قرآنی

دنیا کے اسلام کے بہت بڑے سفیر حضرت ابراہیم علیہ السلام پیغمبھر نیند سورہ ہے ہیں۔ خواب دیکھتے ہیں کہ خدا ان سے مخاطب ہے اور کہہ رہا ہے کہ اے میرے محبوب بندے الٹھوا اور اپنے پیارے میٹے اسماعیل کو ہماری راہ میں قربان کر دو۔ ”غیب کی آواز حضرت کے کانوں میں پڑتی ہے اور وہ چوناک کر انہے پیختے ہیں، اپنا خواب حضرت ہاجرا اور بیٹے حضرت اسماعیل سے بیان کرتے ہیں۔ چونکہ سب خدا کے فرمابندا بندے تھے۔ خدا کے سامنے سر جھکاتے ہیں اور بڑی خوشی سے چیختی اولاد کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے میٹے حضرت اسماعیل علیہ اسلام کو لے کر ایک پہاڑی پر جاتے ہیں۔ اپنی آنکھوں پر پیٹی باندھ لیتے ہیں کہ شاید محبت پدری جوش میں آجائے اور کوئی لغزش ہو جائے، جس سے خدا نا راض ہو۔ بچھری میٹے کی گردن پر بچھرے ہیں لیکن بچھری کو کندہ ہو جاتی ہے تو حضرت بھنسنھلا کر بچھری کو خوب تیز کر کے پھر میٹے کی گردن پر بچھر دیتے ہیں، آنکھیں کھولنے پر دیکھتے ہیں کہ حضرت اسماعیل تو الگ کھڑے ہیں اور ایک دنبہ ان کی جگہ ذبح کیا ہوا پڑا ہے۔ بہت تعجب کرتے ہیں اور کہتے ہیں ”اے خدا تو نے میری قربانی قبول کیوں نہیں کی۔ غیب سے آواز آتی ہے

اے میرے پیارے پیغمبر میں صرف تھا ادا متحان لے رہا تھا کہ تم مجھے اور اپنے بیٹے میں سے کس کو عزیز سمجھتے ہو، تم میرے امتحان میں پوئے اُرتے تم نے بیٹے کی قربانی دی جو قبول ہو گئی۔

اللہ اَللّٰہ کیسے لوگ تھے جو خدا کو خوش رکھنے، اس کی فرمانبرداری میں اپنی اولاد تک کو قربان کر دیتے تھے۔ آج کل کے لوگ اولاد تو کیا بہت سی عمومی سی چیز کی قربانی دینے سے بھی دعوہ بھاگتے ہیں۔ زمانہ بدل گیا۔ حالات نے پلٹا کھایا اندھا وہ لوگ رہے نہ ان کی باتیں۔

خدا خوب جانتا ہے کہ اس کے بندے اتنی ہمت نہیں رکھتے کہ اپنی اولاد کو قربان کریں، لہذا وہ ہم سے ہمارے نفس کی قربانی چاہتا ہے۔ ہماری دولت عیش و خشرت اور ربے اعمال کی قربانی چاہتا ہے، اُسکی حربانی کہ اس نے ہم پر اتنا حسم کیا، رغایب تدریتی تو کیا ہم مسلمان اپنے مذہب کے لئے کسی چیز کی قربانی نہیں دے سکتے۔ ۶

پیاری بہنو! ہم کو چاہئے کہ ہم سب مل کر خدا کی راہ میں بڑی سے بڑی قربانی کریں، مذہب کے لئے اپنے نفس کو قربان کر دیں۔ دولت جسی کرنے اور اس کے بجا استعمال سے دور رہیں۔ جب ہم اپنے نفس پر کنڑ دل کریں گے تو دولت کی ہوں ختم ہو جائے گی۔ ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ ہم عیش و خشرت کی زندگی بسر کریں، اچھے سے اچھا کھا میں، اچھا پہنیں، تو میری بہنو! ہمارے مذہب کا، ہمارے خدا کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ ہم کھانا پکھوڑ دیں یا چیخٹے لگا کر گھومنے لگیں۔ اپنے کھانے پینے کے ساتھ غرباء کا خیال

بھی رکھیں۔ غریبوں، بیکسوں پر جو کہ فاقہ کرتے ہیں لیکن شرم کے باعث کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے، ان کی مدد کرنا ہمارا فرض ہے داس سے دنیا میں بھی عزت ہو گی اور عاقبت بھی سورجاء کی گی۔

دنیا فانی ہے ایک دن سب کو خدا کے یہاں جانا ہے۔ جو دولت ہم جسی کے تجوہیوں میں رکھیں گے وہ ہمیں رہ جائے گی، وہ خدا کے یہاں ہمارا ساتھ نہیں دے گی۔ ایسی دولت سے کیا فائدہ جو وقت پر کام نہ آسکے اگر ہم اس پیسے کا صحیح مصرف کریں، نیک کاموں میں خرچ کریں، غریبوں، بیکسوں اور یتیموں کا خیال رکھیں تو آخرت میں ثواب کی دولت ہمارے قدم چوم لے گی۔

اگر کسی کے پاس پیسہ نہیں ہے تو وہ جسمانی محنت کر کے خدا کو خوش کر سکتا ہے۔ غریبوں کی مدد کرے، اپنے مذہب کو پھیلائے، اس کو مستحکم بنانے کے لئے تکلیفیں اٹھائے۔ اپنے بیکار وقت کی قربانی دے کر مذہب کو سوت دے۔ وہی مدارس تربادہ سے زیادہ کھولیں، جس میں بچوں اور بڑوں کو مذہبی تعلیم دی جائے۔ اس کے لئے دولت محنت اور وقت کی ضرورت ہے۔

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہو کا ب کچھ دنوں سے ہمکے بھائیوں اور بہنوں میں دینی جذبہ بھر رہا ہے۔ مختلف جگہوں پر دینی تعلیم کے اسکول کھوئے جائے ہے ہیں، درس مدد ریس کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ اگر ہم سب ہمت استقلال سے کام لیں تو کامل یقین ہے کہ جو خامیاں اور اخلاقی و سماجی بڑائیاں ہماتے دین میں شامل ہو گئی ہیں دہ سب انشاد اُللّٰہ در ہو جائیں گی۔

محمد نعیٰ فاروقی

## صوبائی دینی تعلیمی کانفرنس

مسلمانوں کا اس وقت سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ ان کی آئندہ نسلیں اسلامی عقیدہ پر قائم اور اسلامی تہذیب در ویاں کی حامل رہیں۔ تعلیمی کانفرنس اسی مقصد کے لئے لکھنؤ میں ۲۴۔ اور ۲۵ جون کو منعقد ہو رہی ہے۔ تاریخ اسلام میں بعض جہاد ایسے بھی ہوئے ہیں کہ مسلمانوں کی قوت مغلوب ہوتی دیکھ کر خواتین نے اپنی جان کی بازمی لگادی اور اس وقت بھی حالات کا تقاضا اسی سے کہ خواتین مردوں کی طرح اپنی ذمہ داری محسوس کریں اور اس وقت کے تعلیمی جہاد میں ہر ممکن خدمت انجام دیں۔ جس کا میدان بہت وسیع ہے مثلاً کانفرنس کے لئے :-

(۱) بوجنڈہ کیا جا رہا ہے اس میں خواتین بھی اپنے اپنے حلقہ کی خواتین سے چندہ وصول کریں۔

(۲) کانفرنس کی کامیابی اور تعلیمی مسئلہ میں تعاون کیلئے خواتین کے اجتماعات متعقد کریں

(۳) جن مقامات پر ٹکلی فنڈ کا سلسلہ جاری ہو اسکو کامیاب بنانیکی ترغیب دیں۔

(۴) اپنے محلہ کے دینی مکتب میں تھوڑی کوپاں دینی قیمت کیا تکھیجیں اور دشمنوں کو آمادہ کریں

(۵) اپنے لھر کے مردوں کو اس مقدس اور احمد کا میں شرکت کے لئے پادھائی کرتے رہیں۔

کانفرنس کے انتظامات اور اسکی تجویز کے سلسلہ میں اسکے ذمہ داران سے بھی درخواہ ہے کہ اس موقع پر خواتین کو بھی شرکت کی دعوت دیں اور ایسی تجویز مرتب کریں جو عملی

طور پر مسلمان مردوں اور خود توں کے لئے آسان اور مفید ہوں مثلاً:-

(۱) اسوق تک کا اس تعلیمی ذمہ داری کا جو نقدان ہے اس کمی کو پورا کرنے کیلئے معلمین کی تربیت کا انتظام ضروری ہے، جو پوری ذمہ داری کے ساتھ کام کر سکیں اور ان تربیت یا فہرست معلمین کے لئے اعوام سے مدحہ است کی جائے کروہ اس کے لئے بھی ان ہی کو مقرر کریں تاکہ ساجد میں مکتب فائز ہو، وہیں معلم کافی ہو اور دونوں خدمات کا جو معادنہ ہے اسے وہ اپنی ضروریات زندگی پورا کر سکے۔

(۲) خواتین کی تعلیم کی طرف ابھی تک خاص توجہ نہیں کی جا سکی۔ ضرورت ہے کہ اس کانفرنس میں بڑی لڑکیوں کی تعلیم کے واسطے ایسی خواتین کی تربیت کا انتظام کیا جائے جو اسکی صلاحیت رکھتی ہیں ورنہ قبل میں ایسی خواتین کا لٹاٹکل ہے جب کہ لڑکیوں کیلئے علیحدہ انتظام کی بڑی ضرورت ہے۔

بھی لڑکیاں کل گھروں کی ذمہ دار ہوں گی اگر ان کو دین سے لگاؤ نہ ہوا تو گھروں کا جو افسوسناک باحول ہے کل اس سے زیادہ خراب ہو گا اور اس خراب ہو گا کہ ہماری آئندہ نسلوں کا اسلام سے بیگانہ، عقیدہ تو جذریت سے نا آشنا، اسلامی تہذیب و تمدن سے بے نیاز اور کفر و ایمان کے فرقے بھی بے خبر رہنا بالکل صاف نظر آ رہا ہے۔ اس خطرہ کے احساس اور اسکے تدارک کی ذمہ داری ہر مسلمان مرد اور عورت پر عائد ہوتی ہے اور قیامت میں اسکی جواب دہی کی نظر ہر ایک کو کرنی ضروری ہے۔

آیا اسلام قدم در راہِ ایماں استوارے کُن  
پہ میدانِ عمل از بہر ملت کا درزارے کُن

حافظ عبد العزیز

# اچھی باتیں

بندہ ہونے کا شعور ہی اطمینان قلب کا باعث ہے، یہی وہ راستہ ہے جس پر چل کر انسان قرب خداوندی کی منزل تک پہنچتا ہے اور پوری سختی سے اور یہی وہ راستہ ہے جو اسے اس کے رب سے ملا تا ہے۔ یہ پاکیزہ جذبہ ہی اصل حاصل زندگی اور مقصد حیات ہے۔ اگر ہمارا دل اسی احساس اور اسی جذبہ سے خالی ہے تو کہنا چاہئے کہ ہمیں وہ زندگی حاصل ہی نہیں ہوئی جو اسلام چاہتا ہے۔

اس وشنی کے بغیر ہماری زندگی ایک تیرہ دتار غار کے ماندہ جہاں اپھا اور بُرا پکھ سمجھائی ہی نہیں دیتا، اسی کے ذریعہ ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی میں یک رنگی پیدا ہوتی ہے اور یہ وہ جذبہ ہے جو مرد حق کو باطل کے مقابلے میں لاکھڑا کرتا ہے۔

اسلام انسان کو ایک مقصدی زندگی گزارنے کا طریقہ بتاتا ہے وہ اپنے بنیادی عقائد یعنی توحید و رسالت اور آخرت اور خدا کے سامنے جواب دہی کے ذریعہ زندگی کو منظم و مر بوط کرنا چاہتا ہے وہ زندگی میں یک رنگی اور ہم آہنگی پیدا کرنا چاہتا ہے۔ وہ انسان کو باطل نظریات کی بھول بھلیتوں سے نکال کر حق و صداقت کی سیدھی اور سچی شاہراہ پر لے آتا ہے۔

نعت

# جو چاہتا ہے!

ترے در پ آنے کو جو چاہتا ہے  
مقدار بنانے کو جو چاہتا ہے  
خدا را مجھے سخن دے اپنی فربت  
ترے پاس آنے کو جو چاہتا ہے  
ہوئی شوق ویدار میں غیر حالت  
دینے میں جانے کو جو چاہتا ہے

جهاں گنبد بزرہ ہے جلوہ نگن  
وہیں اب تو جانے کو جو چاہتا ہے  
نگاہِ کرم ہو ذرا شاہ بطيح  
یہ گردہ بیانے کو جو چاہتا ہے

صیبیت میں جو کام آتے تھے سبکے  
انہیں غشم جانے کو جو چاہتا ہے

ترے غشت میں اور تیری رضا پر  
یہستی مٹانے کو جو چاہتا ہے

غم ہجسر میں مجھ کو آتا ہے روزنا  
مگر مسکرانے کو جو چاہتا ہے  
حضور ان کے روشنے کی جانی پکڑ کر  
وہیں بیٹھ جانے کو زخمی چاہتا ہے

مسعودہ اشرف خانیوال

## خان دادی

**گھر کی صفائی** خورت کے لئے گھر کا صاف سکھار کھاناں کے اوپرین فرض میں داخل ہونا ہے، جو خورت میں صرف اپنی ہی زینت کو مقدم سمجھتی ہے اور گھر کی صفائی پر پوری طرح توجہ نہیں دیتیں وہ سخت غلطی پر ہیں۔ خورت کی زینت زینت کا قلعن محسن اس کے شوہر سے ہے لیکن گھر کی صفائی کا معاملہ ہر شخص سے تعلق رکھتا ہے۔ جو شخص گھر میں آئیگا وہ مکان کی صورت دیکھ کر گھر والی کے متعلق رائے قائم کر لے گا۔ گھر کے لئے صاف سکھرا ہونا بھی بہت حد تک ضروری ہے۔ اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو پھر ہر سمجھی جائیگی لیکن مکان کا صاف سکھرا ہونا اس سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ گھر کی صفائی کے بعد ہی اسلکی اپنی صفائی کا نبرآتا ہے۔ اگر وہ غریب ہے اس کے خادم کی آمدنی کم ہے اور ضرور نہیں کہ گھر کو مغربی طرز پر آرائتے کرے۔ اگر فرش کچا ہے تو بلاسے، قالین علیہ نہیں تو نہ سہی، اور اگر فرشی دری بچھانے کی وسعت نہ ہو تو ضروری نہیں بلاسے نہ ملکا جو کچھ میسر ہوا سی کو ٹھیک طرح سے رکھئے، گھر کو صاف رکھے، کوڑے کر کر سے صاف کرے۔ ہر چیز کو اس کی جگہ پر سلیقہ سے رکھئے۔ فرش پھٹا ہوا ہو تو کوئی ہرج نہیں لیکن پھجہ ہر چیز سے جگہ جگہ دبھئے نہ پڑے ہوں۔ یہ خال بہت غلط ہے کہ روپیہ ہو تو گھر کو آرائتے کیا جاسکتا ہے خورت کا سلیقہ مفلسوی ہی میں معلوم ہوتا ہے، ایسے تو سب کچھ کر سکتا ہے۔

صبر و فناع特 سے آدمی کو سکون قلب میسر آتا ہے اور دل کی خلش اور بے چینی دُور ہو جاتی ہے۔ اور یہ چیز (صبر و فناع特) دنیا کی لایعنی خواہشات کو ترک کر دینے اور ضروریات زندگی کو منضبط کر لینے سے حاصل ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ جو لوگ صابر و غافع ہوتے ہیں وہ نسکر و تشویش میں کبھی بتلا نہیں ہوتے بلکہ اطمینان قلب سے ہم کنار ہوتے ہیں اور جن لوگوں کو صبر و فناع特 جل سی نعمت حاصل نہیں وہ ہمیشہ سکون و طانیت کے لمحات کو ترسنے رہتے ہیں، ان کے ذہن و دماغ میں نہیں نہیں اسکے بدلے پیدا ہوتی ہیں وہ خلفشار و انتشار کا شکار ہو جاتے ہیں۔

تبیخ اسلام کا اثر بحث و نزاع سے نہیں بلکہ حکمت و اشتمالی ترمی، دلسوزی اور موخطہ حسنہ سے ہوتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
رَبِّ الْعٰالَمِينَ  
مُبَاشِرٌ بِرِیاضِ الصَّالِحِینَ کا سلیس اور عام فہم ترجمہ  
مُتَرَجِّمٌ: امۃ اللہ الرَّحِیْمِ  
نَادِیْرُ مُقَدَّسٌ: فلامرہ سید سلیمان ندوی حجۃ علیہ  
امام فدوی شارح صحیح سلم کی مقبول کتاب ریاض الصالحین کا عام فہم ترجمہ جس میں  
بخاری، سلم، ترمذی اور ابو داؤد کی وہ صحیح روایات ہیں جن کا تعلق زندگی کے  
روزمرہ کے احکام و مسائل سے ہے اور فتویٰ اخلاقی ایمان پیدا کرنے کے لئے اکیرہ کا حکم  
کھھتی ہے۔ اس کتاب بہترین دینی مصلح و مرتب کا کام کرتی ہے۔ ہر عنوان کے  
پیشے پہلے قرآن مجید کی آیات ترجمہ پھر احادیث ہیں۔ تب تہ برد کمل رات و نیت کا مکمل  
مکتبہ اسلام، گوئن روڈ، لکھنؤ

**مسلمان بچوں کا کامیاب نصاب**، علماء کرام اور ماہرین کی نظر میں  
(آزاد اور تبعصرد کی ایک صحیح کتاب، اقتباس کی صوت میں)

**حضرت مولانا عبدالمالک دریا باوی**:- "سلمان بچوں اور بچوں کو دین کی تعلیم  
شیئے نیز اردو سکھانے کے لئے بہترین رسائلے اور بعض اچھی اچھی کتابیں یو۔ پی اور  
پنجاب میں تکھی جا چکی ہیں لیکن یہ رسائلے ان سب پرستیت لے گئے ہیں، اُندھو جہاں  
کسی بھی بولی جاتی ہو مسلمانوں کو لازم ہے کہ اپنی اولاد کئے ایسے رسائلوں کو باخھوں پائیں۔"  
**حضرت مولانا سید ابو الحسن علی صاحب** ندوی ناظم قیلیات دارالعلوم مددہ معلماء لکھنؤ  
"طرز تابیع اور اصول تصنیف سے بہتر اور موڑ حاذ خیر بچوں کے حق میں تحریہ  
میں نہیں آیا۔"

**حضرت مولانا محمد منظور صاحب** نعمانی مدیر الفراتان:- توحید، شرک، رسالت  
اور ضرورت وحی جیسے مسائل و مفہایں کو اتنا دھکپ اور اسان کر کے سمجھانا اور  
ان جمادات دین کے متعلق قرآنی و لائیں و بنیات کو اس قدرشیری و لذید بنا کے  
بچوں کے دلوں میں آثار دینا حکیم صاحب (مولف) ہی کا خاص کمال ہے۔ جو  
اللہ تعالیٰ نے انہیں فیصلہ فرمایا ہے۔

**رسالہ دارالعلوم دہلوی**:- یہ کتابیں دہلوی شیری زبان، دھکپ روایجہ اور مسائل و مفہایں کی  
قابل اعتماد و تلقیت کا ثبوت پیش کرتی ہیں۔  
ذیل کی کتابیں منگا کر آپ بھی انشاد اشراں آزاد کی تائید فرمائیں گے  
اچھا قاعدہ ۳۲، اللہ کے رسول، حضرت ابو بکر، حضرت عمر،  
حضرت عثمان، حضرت علی، اچھی بائیں حصہ اول ۲۲، حصہ دوم ۲۲،  
 حصہ سوم ۲۲، حصہ چہارم ۲۲، حصہ پنجم ۲۲، حصہ ششم ۲۲، اچھے نئے ۲۲  
 آسان فقہ ۲۲، حضرت خدیجہ ۲۲، حضرت مودودہ ۲۲  
**مکتبہ اسلام** ۳۲، گوئں دوڑ لکھنؤ

کرنا تو غریب ہی کا ہے، تعریف کی مستحق صرف وہی خورت ہو سکتی ہے جو باوجود  
غریب ہونے کے خود بھی صفات ستری ہو، اور گھر بار بھی صفات رکھتی ہو۔ اگر  
ایک ہزار کا زیور اور سکڑوں کی رسمی پوشائی پہنے ہوئے ہو گراس کھنا خنث ہے  
ہاٹھ پاؤں پر میل جا ہو۔ دانت صفات نہ ہونے کی وجہ سے منہ سے  
بو آتی ہو تو وہ خورت اپنے دل میں چاہے خوش ہو لیکن دیکھنے والے اسے  
پھر ہڑ ہی سمجھیں گے۔ اس کے عکس وہ خورت ہزار درجہ بہتر ہے جو دھملے  
ہوئے سادہ کپڑے پہنے ہوئے ہو۔ جسم پر میل نہ ہوا اور نہ ہی دانت غیرہ

ہوں۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ جس خورت کو خود صفات سترہار ہنے کی عادت  
ہوگی وہ گھر کو بھی صاف سترہار کھے گی، اور جو خود میلی کچیلی ہو گی وہ گھر کو  
کیا صفات رکھ سکے گی، اس سے تو یہ امید بھی نہیں کی جاسکتی کہ وہ بچوں کو  
ہی صفات سترہار کھے سکے۔ بچوں کا صفات رہنا بھی گھر کی صفائی سے کم  
ضروری نہیں، باہر بچے کھیل رہے ہوں تو دیکھنے والا گھر والی کی  
صفائی کا اندازہ لگائے گا، خورت کا سلیقہ بچوں کے دیکھنے ہی سے معلوم  
ہو جاتا ہے، یہ خیال کسی بھی حالت میں توجہ کے قابل نہیں کہ مفلسی بچہ نہیں کرنے  
دیتی، خورت کو اگر زیادہ نہیں تو پانی تو میر ہو جس سے وہ بچوں کو نہلا سکتی ہو اپنے  
اور بچوں کے کپڑے مرمت کر کے دھو سکتی ہو۔ غرض سب کچھ کر سکتی ہو اگر کرنا چاہا ہے تو ہر  
ماں کو دل میں تلقین کر لینا چاہئے کہ کوئی باہر نہیں نکلتی پرداہ کرنی ہوں اور لوگوں کے  
طعن و نینجے سے محفوظ ہوں گریہ بچے آئندہ کی حیثیت رکھتے ہیں، جن میں ماں کی  
صورت بھی رہتی ہے۔ گراس کے غیب و مسر الگ الگ نظر آتے ہیں۔  
(بـ شکریہ "غفت" لاہور)